روحانی انقلاب کا تسلسل آج بھی قائم ہے اور آئندہ بھی قائم رہے گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل سورۃ تلاوت فرمائی:-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾
وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۲﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۴﴾
لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ
اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴿۶﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمۡ اَجۡرٌ
غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ؕ﴿۷﴾ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۸﴾ اَلَیۡسَ اللّٰہُ
بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۹﴾ (سورۃ التین)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں ہمارا دامن تنگ ہو گیا ہے اور یہ مسجد بھی نمازیوں کے لئے اس حالت میں اب کافی نہیں رہی۔ اس لئے منتظمین کو چاہیئے کہ وہ آئندہ جمعہ سے شامیانوں کی ایک پوری قطار باہر صحن میں لگایا کریں پھر دو قطاریں اور اسی طرح جوں جوں اللہ تعالیٰ زیادتی کرتا چلا جائے گا شامیانوں کی قطاریں بڑھتی چلی جائیں گی۔

آج ہم اپنے دو پیاروں اور خادمانِ دین کے جنازے پڑھیں گے۔ اس وقت ایک جنازہ تو یہاں پہنچ چکا ہے دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایک جنازہ تو چوہدری عبدالرحمان صاحب کا ہے جو لندن میں وفات پا گئے تھے۔ ان کا جنازہ اغلباً آج یہاں پہنچ رہا ہے چوہدری صاحب مرحوم بڑے سمجھدار محنتی اور بے نفس خادم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سالہا سال تک لندن کی جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق بخشی۔ میں اپنی خلافت کے زمانہ میں دو بار لندن جا چکا ہوں۔ میں نے خود بھی اندازہ لگایا اور دوستوں سے بھی پوچھا میرا یہی تاثر ہے کہ وہ اپنے ذاتی کاموں کے علاوہ اکثر چھ چھ سات سات گھنٹے مسجد میں جماعتی کاموں کے لئے دیا کرتے تھے یعنی جو کارکنان الاؤنس لے کر یہاں کام کرنے والے ہیں ان سے زیادہ وقت چوہدری عبدالرحمٰن صاحب لندن میں جماعت اور الٰہی سلسلہ کے کام کے لئے رضا کارانہ دیا کرتے تھے۔ وہ ڈیڑھ سال سے دل کے مرض میں مبتلا تھے۔ چند دن پہلے چوہدری صاحب پر دل کا جو دورہ پڑا وہ جان لیوا ثابت ہو۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تو نہیں لیکن خادم احمدیت اور خادم اسلام ہیں ان کے لئے دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے اور اپنی رحمتوں کی جنتوں میں رکھے۔

دوسرا جنازہ جو پڑھا جائے گا وہ ہمارے محترم بزرگ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کا ہے۔ بہت سے دوست انہیں جانتے ہوں گے۔ علمی میدان میں انہوں نے بڑی خدمت کی ہے ان کا جنازہ یہاں پہنچ چکا ہے وہ بھی پڑھا جائے گا لیکن چونکہ رمضان میں ظہر سے عصر تک قرآن کریم کا درس ہوتا ہے اور نماز جنازہ کی ادائیگی کی نسبت قرآن کریم کا سکھانا اور سیکھنا بہرحال بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اس واسطے یہ سوچا گیا ہے کہ قرآن کریم کے درس کو تو بہرحال نہیں چھوڑ سکتے۔ قرآن کریم کا یہاں درس ہوگا۔ درس ٹھیک چار بجے تک جاری رہے اور پورے وقت میں ختم ہو۔ میں مسجد مبارک میں نماز چار بجے کی بجائے سوا چار بجے پڑھاؤں گا اور چونکہ آج یہاں درس ہوتا ہے اس درس میں شمولیت کے لئے ہماری بہت سی بہنیں یہاں آئی ہوں گی جنھوں نے نماز جنازہ میں شامل نہیں ہونا۔

دوسرے بعض دوست بیمار ہیں بعض بوڑھے ہیں وہ ایک حد تک ہی جسمانی بوجھ کو

برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لئے درس چار بجے ختم ہوگا۔ اس کے بعد یہاں بھی نماز ہوگی۔ مستورات اس میں شامل ہوں اور ہمارے وہ بزرگ دوست جو نماز جنازہ میں شامل نہیں ہو سکتے اور ان کی مجبوریاں ہیں وہ یہاں نماز ادا کریں اور میں رمضان میں عصر کی نماز پڑھنے کا جو معمول ہے یعنی چار بجے پڑھنے کا اس کی بجائے پندرہ یا بیس منٹ بعد مسجد مبارک میں نماز پڑھاؤں گا اور اس کے بعد نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور طاقت بخشی ہے وہ وہاں نماز کے لئے پہنچ جائیں اور اپنے ان مخلص بھائیوں کی نماز جنازہ میں شامل ہوں۔

خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر سورۂ تین میں جن چار زبردست انقلابات (اور جن میں سے چوتھا ایک عظیم انقلاب ہے) کا ذکر ہے ان کی روشنی میں مَیں نے تاریخ انسانی پر طائرانہ نظر ڈالی تھی کیونکہ مضمون بہت لمبا ہے اور میں سادہ طریق پر خدام اور اطفال کو یہ مسئلہ سمجھانا چاہتا تھا اس لئے مجھے صرف اس کا خاکہ پیش کرنے کا موقع ہی مل سکا تھا چنانچہ سورۂ تین میں جن چار روحانی انقلابات کا ذکر کیا گیا ہے اُن پر میں نے مختصراً چند مثالیں دے کر روشنی ڈالی تھی اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو انقلاب عظیم دنیا میں بپا ہو چکا ہے اور چودہ سو سالہ مدارج میں سے گذر کر اپنے آخری غلبہ کے بہت قریب پہنچ چکا ہے اس سلسلہ میں سورہ تین کی ان چار انقلابات سے متعلقہ آیات کے بعد کی جو آئتیں ہیں۔ ان کو میں نے مختصراً بیان کر دیا تھا۔ آج میں تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو واضح کر دینا چاہتا ہوں تا کہ بعض دوست جو اس کے متعلق غور کریں گے (بہت سے ہمارے دوست مسائل پر غور کرنے کے عادی ہیں) میرا علم جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں مجھے سکھایا ہے وہ ان تک پہنچ جائے۔

قرآن کریم کی آیات کے مختلف بطون ہوتے ہیں اور ہر نیا بطن یا نیا مضمون جو بیان ہوا ہے وہ ہماری نظر کے سامنے قرآن کریم کے حسن میں ایک اضافہ پیش کرتا ہے۔ قرآن کریم تو کامل حسن کا مالک ہے۔ اس کا حسن تو ہمیشہ ہی کامل ہے اور اس کے احسان کے جلوے ہمیشہ کامل ہیں لیکن حالات کی نسبت سے ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ضرورتیں بدلتی ہیں۔ علم کے نئے پہلو سامنے آتے ہیں چنانچہ جو مضمون میں نے سورۂ تین کی تفسیر میں بیان کیا تھا اس کے تسلسل میں اگلی آیتوں کے معنے (بعض ان معانی سے مختلف ہو جائیں گے جو اس سے پہلے

ہماری جماعت میں یا اس سے پہلے بھی بیان ہو چکے ہیں) میں اب بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں بتایا ہے کہ ان تین ابتدائی روحانی انقلابات کا کامیابی کے ساتھ ختم ہو کر ایک انقلاب عظیم کے زمانہ میں داخل ہو جانا ایک ایسا امر ہے جس سے بہت سی صداقتوں کا حقیقتوں کا ہمیں علم حاصل ہوتا ہے اس سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین:۵) اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا ہے یعنی ان انقلابات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان کی پیدائش احسنِ تقویم کے رنگ میں ہوئی ہے۔ احسن تقویم کے مختلف معنی کئے گئے ہیں جو سارے کے سارے لغوی معنی کے مطابق ہی ہیں۔ اس وقت میں جو معنی بیان کروں گا وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ تمام قوتیں اور استعدادیں عطا فرمائی ہیں وہ سب عالمین کی پوری طرح تسخیر کر سکتا ہے۔ تسخیر کے معنی عربی میں یہ ہوتے ہیں کہ اس نے اس عالمین میں جو کچھ بھی پیدا کیا ان سے خدمت لینے کی اہلیت انسان کے اندر پیدا کر دی گئی ہے۔ اسے وہ تمام قویٰ دیئے گئے ہیں جن کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کو اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کر سکتا ہے اور (۲) دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تمام قوتیں انسان میں ودیعت فرمائیں جن کے نتیجہ میں ان مخلوقات سے اس رنگ میں خدمت لے سکتا ہے کہ وہ اسے اس کے قویٰ کی آخری نشوونما تک لے جائیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کرتا ہوا خدا کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکے یعنی وہ قوتیں جو ایک طرف پیدائش عالمین کے مقصد کو پورا کرنے والی ہیں اور جس کا منتہاءِ مقصود حدیث قدسی لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے بہرحال اس عالمین کی تمام چیزیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ ان سے انسان فائدہ حاصل کرے انسان کو وہ ساری قوتیں دی گئیں کہ انسان اس سے فائدہ حاصل کر سکے اور ان سے خدمت لے سکے تو ایک طرف انسان اس قابل ہے اور اس قابلیت کو اس نے ثابت کیا ہے کہ اس نے مخلوقات سے خدمت لی اور اس کے نتیجہ میں مقصدِ پیدائش عالمین پورا ہوا اور دوسرے اسے وہ تمام قوتیں بخشی گئیں تا کہ اس عالمین کی خدمت کے نتیجہ میں وہ زیادہ سے زیادہ روحانی ترقیات حاصل کر سکے اور احسن رنگ میں اللہ تعالیٰ کا عبد بن سکے جس سے

پیدائش انسانی کا مقصد پورا ہو۔ پس یہ خدمتیں ایسی ہیں کہ پیدائش (خلق) کے ہر دو مقاصد کو پورا کرنے والی ہیں یعنی پیدائش عالمین کے مقصد کو بھی اور پیدائش انسانی کے مقصد کو بھی پورا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان انقلابی ادوار پر غور کرو جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے جو حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پھیلے ہوئے ہیں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر انسان چوتھے دور میں داخل ہو چکا ہے) تم ان پر غور کرو تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کی جدوجہد اور اس کے مجاہدہ سے پیدائش عالم کا مقصد بھی پورا ہوتا ہے اور اس سے پیدائش انسانی کا مقصد بھی پورا ہوتا ہے۔

دوسرے ان زبردست ادوار میں سے آخری عظیم انقلاب کے نتیجہ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں کا ایک گروہ اپنی قوتوں کا صحیح استعمال نہ کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے اور جن انعامات کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں قوتیں اور استعدادیں پیدا کی تھیں ان انعامات کے حصول سے وہ محروم ہو جاتے ہیں اور ان کا نام اس گروہ میں شامل ہو جاتا ہے جسے ہم اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ (التّین:۶) کہتے ہیں کیونکہ ایک چیز مثلاً زمین سے اٹھی اور پچاس گز اوپر گئی۔ اگر وہ ناکام ہوگی تو پچاس گز نیچے آ جائے گی۔ ایک چیز جس میں طاقت رکھی گئی ہے دوسو گز اوپر جانے کی تو وہ دوسو گز اوپر گئی اور پھر اپنی جگہ پر واپس آ جائے گی۔ انسان میں طاقت رکھی گئی ہے نچلی سے نچلی جگہ سے بلند ہو کر بلند سے بلند تر مقام تک پہنچنے کی۔ جس وقت وہ ناکام ہوگا تو مخلوقات کے مقابلے میں بھی کہیں نیچے جا گرے گا۔ یہی قانون قدرت ہے یہی قانون شریعت ہے اور یہی قانون روحانیت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان انقلابات کا یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ کے گروہ میں اس لئے شامل ہو گئے کہ انہوں نے اپنی قوتوں اور استعدادوں کا صحیح استعمال کر کے ان نعمتوں کو حاصل نہیں کیا جن کے لئے اس عالمین کو اور ان کے وجود کو پیدا کیا گیا تھا۔

تیسری چیز ان انقلابات سے یہ ظاہر ہوتی ہے کہ باوجود اس کے کہ شیطان ظلمات کا مالک اس بات میں تو کامیاب ہو گیا کہ اس نے انسانوں میں سے ایک گروہ کو روحانی ترقیات

سے محروم کر کے اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ کے زمرہ میں شامل کر دیا لیکن ہزار ہا سال کی کوشش کے نتیجہ میں وہ حقیقی معنی میں کامیاب نہیں ہوا کیونکہ انسان کو جن رفعتوں کے لئے پیدا کیا گیا تھا اور اس کی رفعتوں کی طرف جو حرکت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کی گئی تھی اس کے اندر ایک تسلسل پایا جاتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ شیطانی گروہ جو اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ کے زمرہ میں ہے انہوں نے اس روحانی حرکت کو روک دیا ہو اور معطل کر دیا ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کیونکہ جو ایمان اور عمل صالح بجالانے والا گروہ ہے اس کے لئے ان انقلابات میں ہمیں اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ نظر آتا ہے ایک تسلسل ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ پھر اس انقلاب عظیم سے شروع ہوا اور قیامت تک ممتد ہے۔

پس شیطان کی ہزاروں سال کی کوشش سے جو امر ثابت ہوا وہ شیطانی منصوبوں کی ناکامی اور اس کی تدبیروں کی ہلاکت ہے یہ ثابت نہیں ہوا کہ روحانی انقلاب کی جو ایک رو پیدا کی گئی تھی اس کا تسلسل ٹوٹ گیا ہو بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو مومنون کا گروہ ہے یعنی ایمان لانے والوں کا اور عمل صالح بجالانے والوں کا گروہ ہے اس کے لئے اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ مقدر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ تسلسل قائم ہوا اور قیامت تک چلتا چلا جائے گا کبھی ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس کی وسعتیں اس کی گہرائی کو کم کر دیتی ہیں اور کبھی ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ اس کی گہرائی اس کی وسعتوں کو کم کر دیتی ہے لیکن یہ کہ اس کا تسلسل ٹوٹ جائے یہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ گویا حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے انقلاب سے لے کر آخری انقلاب تک یہ سلسلہ قائم ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صدہا سال سے انسان کے لئے جو اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ مقدر ہے اس کا سلسلہ قیامت تک چلے گا۔

پھر انقلابات سے یہ نتیجہ نکلا کہ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے دین کے غلبہ کی مہم کو شیطان کی بھلا کونسی تدبیر ناکام بنا دے گی۔ الدین کے ایک معنی اَلظُّلۡمَۃُ وَ الۡاِسۡتِیۡلَاءُ بھی ہے۔ ان انقلابات کے نتیجہ میں یہ ثابت ہوا کہ جس طرح پہلے انقلابات ایک تسلسل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک کامیاب ہوتے رہے ہیں اسی طرح یہ انقلاب عظیم بھی ایک تسلسل کے ساتھ غلبہ حاصل کرتے ہوئے دنیا میں

آخری اور عظیم غلبہ حاصل کرے گا اور نبی نوع انسان قیامت تک اس کی برکتوں کا پھیلاؤ دیکھیں گے۔

پس فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ کی رو سے کون ہے جو اپنے ہوش وحواس میں ہو مگر وہ یہ کہے کہ ایسے کامیاب انقلابات کے بعد (دراصل یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی انقلاب ہے لیکن وہ مضمون علیحدہ ہے) جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر چوتھے انقلاب عظیم میں داخل ہوگئے ہیں (اگر پہلے تین انقلاب کامیاب ہوئے ہیں تو کون ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انقلاب ناکام ہو جائے گا۔ دنیا کی کوئی تدبیر، ظلمات کی کوئی کوشش اس انقلاب کو ناکام نہیں کرسکتی اور نہ اس نور کو اندھیرے میں تبدیل کرسکتی ہے۔ پس اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ہے ہر چیز پر اس کا حکم چلتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صدہا سال پہلے آدم کے وقت یعنی پہلی روحانی رہنمائی کے وقت جو انسان نے اس سے حاصل کی شیطان کو کہا تھا کہ میرے نیک بندوں پر تیرا داؤ نہیں چل سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور اس کا فیصلہ تھا اور اسی کا حکم چلا۔ اسلامی تاریخ یا انسانی تاریخ کے کسی دور پر نظر ڈال کر دیکھ لو سوائے ان محروموں اور بدبختوں کے جو خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے تھے شیطان کی گود میں کون گیا؟ تھوڑی بہت کامیابی جو شیطان کو ہوئی یہ تو ان کی اپنی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ پس جو مہم ان انقلابات کے ذریعہ روحانی غلبہ کی چلائی گئی تھی اس پر نظر ڈالنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حکم اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے اَلْحُكْمُ لِلّٰهِ۔ دوسرے یہ کہ وہ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ہے۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ کو میں پھر لیتا ہوں میں آج کل کے حالات سے اس کا کچھ جوڑ ملانا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کی کوئی تدبیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی انقلاب کی اس مہم کو ناکام نہیں کرسکتی۔ کون سی تدبیر اس قابل ہوگی کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ کو جھٹلا سکے کہ الدّین یعنی دین کا کامل غلبہ آپ کے حصہ میں مقدر ہے؟ پس جہاں یہ پتہ لگتا ہے کہ دین اسلام کے خلاف شیطان کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوگی وہاں اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ شیطانی تدبیریں ضرور ہوں گی کیونکہ جہاں شیطان کا

اثر ہوتا ہے وہاں شیطانی تدبیر بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف قادیان کے محدود ماحول میں تدابیر ہوئیں پھر پنجاب میں ہوئیں پھر سارے ہندوستان میں ہوئیں اور ایک عرصہ تک وہاں ٹھہری رہیں اس کے بعد جب اسلام کا نور ہندوستان کی حدود سے باہر نکلا اور دنیا کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے پھیلنا شروع ہوا تو پھر اُن علاقوں میں احمدیت کو ناکام بنانے کے لئے تدبیریں شروع ہو گئیں اور ان کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ یہ تو روحانی سلسلہ کے ساتھ چلتا رہتا ہے لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کے بادشاہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے دن قریب آ گئے ہیں اس لئے آج ہمیں باہر سے اسلام کے خلاف صرف ملکی یا علاقائی تدابیر کے متعلق ہی معلومات حاصل نہیں ہوتیں بلکہ ایسے منصوبوں کے متعلق بھی ہمارے دوست ہمیں علم دیتے رہتے ہیں کہ جو بین الاقوامی منصوبے ہیں۔ کئی ممالک اکٹھے ہو کر سوچتے ہیں کہ کس طرح جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچایا جائے اور اسلام کی جو زبردست اور عظیم مہم غلبہ اسلام کے حصول کے لئے جاری ہوئی ہے اس کو کمزور کیا جائے یا اسے ناکام کیا جائے۔ ان کا دل تو یہی چاہتا ہے کہ اسے بالکل ختم کر دیا جائے لیکن اگر پچھلے ہزاروں سال میں تمہاری تدبیریں کامیاب نہیں ہوئیں تو اب کیسے کامیاب ہوں گی؟ لیکن ان تدابیر اور ان منصوبوں کی مضرات سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ایمان پر پختگی سے قائم ہو اور عمل صالح کے نتیجہ میں حالات کے لحاظ سے اسے جو قربانیاں دینی چاہئیں وہ دے کر دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرے۔

غرض حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کے خلاف ایک زبانی اور ناکام ہونے والے دعویٰ کا اعلان تو کیا جاسکتا ہے لیکن اس قسم کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوسکتی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے اور خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اسلام سارے ادیان پر غالب ہوگا۔ الدین یعنی اس کا غلبہ اور استیلاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مقدر ہو چکا ہے۔ یہ تو ہو کر رہے گا لیکن اس غلبہ کو عملی طور پر دنیا میں قائم کرنے کے لئے جماعت مومنین کو ہزار ہا قسم کی قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں اور ظلم سہنے پڑتے ہیں اور دکھ جھیلنے پڑتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وہ وارث بنتے ہیں۔ پھر

خدا تعالیٰ ان کی ڈھال بن کر دنیا سے یہ کہتا ہے کہ جو کرنا ہے کرلو۔ جس تدبیر پر عمل کرنا چاہتے ہو کرلو جو منصوبہ بنانا چاہتے ہو بناؤ اور اس پر عمل کر کے دیکھ لو لیکن جس طرح پہلے اور نسبتاً چھوٹے انقلابات کو تمہاری تدابیر ناکام نہیں کر سکیں اسی طرح اس سے زیادہ بڑھ کر یہ امکان ہے کہ اس انقلاب عظیم کو تمہاری کوئی تدبیر خواہ وہ بین الاقوامی تدبیر ہی کیوں نہ ہو ناکام نہیں کر سکے گی۔

پس جہاں ہمارے کانوں میں غیر ممالک سے یہ اطلاعات پہنچتی ہیں کہ دنیا کے بہت سے ملک یا دنیا کی بہت سی جماعتیں یا دنیا کے بہت سے مفادات اکٹھے ہو کر جماعت کے خلاف منصوبہ بنا رہے ہیں اور یہ تیاری کر رہے ہیں کہ جماعت اپنی اس مہم میں ناکام ہو جائے وہاں خدا کرے کہ ہمارے کانوں میں ساری دنیا کے احمدیوں کی طرف سے یہ آواز بھی پہنچے کہ خدا تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود ’’الدّین‘‘ اور غلبہ کو قریب لانے کے لئے جن قربانیوں کی بھی ضرورت پڑے گی وہ ہم دیتے چلے جائیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں کا زیادہ سے زیادہ وارث بنائے۔ خدا کرے کہ یہ حقیقت ہماری زندگیوں میں ہماری آنکھوں کے سامنے بھی اور ان ظلمات کے بادشاہوں کی آنکھوں کے سامنے بھی آجائے کہ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ آخری غلبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدر میں ہے اور ناکامیاں تمہارے حصہ میں ہیں تم کامیاب نہیں ہو سکتے وہی کامیاب ہوگا جس کو کامیاب کرنے کے لئے آدم علیہ السلام سے لے کر مختلف انقلابات کا ایک سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شروع کیا گیا تھا۔

پس دعاؤں کے ساتھ اعمال صالحہ کے ساتھ، ایمان پر پختگی کے ساتھ شیطان کے وساوس سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر کے اس آخری غلبہ کے دن کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے کوشش کرتے رہو خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور وہ دن جلد آجائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۱؍اکتوبر صفحہ ۳ تا ۷)